اللہ تعالیٰ اور اپنے والدین کے شکر گزار رہو

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى سَيّد الأَنبياءِ وَالمرسَلين، وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوْذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

حضور پرنُور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللّٰهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

قرآن وحدیث کی رَوشنی میں والدین کے ساتھ حُسنِ سُلوک

عزیزانِ محترم! حقوق العباد میں سب سے مقدَّم اور سب سے زیادہ حق انسان پر اس کے والدین کا ہے، اُن سے بھلائی، حُسنِ سُلوک، ان کی شُکر گزاری اور ان کی خدمت کے بارے میں دِینِ اسلام میں بڑی تاکید آئی ہے، قرآنِ حکیم نے تقریباً پندرہ ۱۵ مقامات پر مختلف حیثیتوں سے بڑے ہی حکیمانہ انداز میں والدین کے ساتھ نیکی اور حُسنِ سُلوک کی تعلیم دی ہے، بیشتر مقامات پر درسِ توحید واِطاعتِ خداوندی کے ساتھ ہی والدین کا شکر بجالانے کی تاکید بھی فرمائی ہے، فرمانِ خداوندی ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئاً وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً﴾(۱) "اللہ تعالی کی عبادت کرو اور کسی کو اُس کا شریک مت ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی

(١) پ٥، النسآء: ٣٦.

کرو"، ایک اَور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئاً وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً﴾[1] "اے حبیب آپ اِن سے فرما دیجیے کہ: آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب تعالی نے حرام کیا، وہ یہ کہ کسی کو اللہ کا شریک مَت ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو"۔

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ نے والدَین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَاناً﴾[2] "ہم نے آدمی کو اُس کے اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کے بارے میں تاکید کی ہے"۔ اس آیتِ مبارکہ میں اَولاد کو بڑے اہتمام کے ساتھ والدَین کی خدمت واِطاعت، ادب واحترام ومحبت اور ان کی شکر گزاری کا حکم دیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں انسانی رشتوں میں والدَین کا مرتبہ ومقام سب سے اُونچا وبلند وبالا ہے، مفسّرینِ کِرام فرماتے ہیں کہ "والدَین کے ساتھ بھلائی میں ہر طرح کی جانی ومالی خدمات داخل ہیں، ماں باپ اگرچہ کافر ہوں، تب بھی ان کی خدمت اَولاد پر لازم ہے؛ کیونکہ ربِ کریم نے مطلقاً والدَین فرمایا"[3]، یعنی مسلمان ہوں تو نیکی کرنا، اگر کافر ہوں تو مت کرنا، اِس طرح کی کوئی قید نہیں لگائی، نیز والدَین سے اِحسان یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھلائی کی جائے، اِن کی عزّت وتعظیم کی جائے، اِن کے جائز حکم پر خوشی سے عمل کیا جائے، ان کی

---

(۱) پ۸، الأنعام: ۱۵۱.

(۲) پ۲٦، الأحقاف: ۱۵.

(۳) "تفسیر نور العرفان" ص ۸۰۳۔

خدمت کے لیے ہر دَم کوشاں رہا جائے، انہیں خوشی فراہم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، انہیں ان کی زندگی اور مَوت کے بعد بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھا جائے، اور ان کی طرف سے صدَقات وخیرات اور ایصالِ ثواب بھی کیا جائے۔

عزیز دوستو! والدَین کا حق اتنا عظیم ہے کہ انسان ان کے لیے ہمیشہ فرشِ راہ بنا رہے، تَب بھی اُن کا حق ادا نہیں کرسکتا، حضرت سیّدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ایک صحابی نے بارگاہِ رِسالت میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسولَ اللہ! ایک اَیسا پتھریلا راستہ جو گرمی کی شدّت سے شعلے کی طرح جَل رہا تھا، اگر اس پر گوشت ڈالا جاتا تو وہ بھی پک جاتا، میں اَیسے اَذیّت ناک راستے پر مسلسل چھ ۶ میل تک کمزور ماں کو اپنی گردن پر سوار کرکے لے گیا، تو کیا میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کردیا؟ مصطفیٰ جانِ رَحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ بَطَلْقَةٍ وَاحِدَةٍ»(۱) "تیری پیدائش کے وقت ماں نے دَرد وتکلیف کے جس قدر جھٹکے کھائے ہیں، یہ خدمت اُن میں سے شاید ایک جھٹکے کا بدلہ ہوسکے!"۔

والدَین سے بھلائی اور صالحین کا طرزِ عمل

پیارے بھائیو! اللہ تعالیٰ کے نیک بندے والدَین کی دل وجان سے اِطاعت وفرمانبرداری کرتے ہیں، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اُن کے درَجات بلند فرماتا ہے، انہیں مَصائب وآفات سے نَجات عطا فرماتا ہے، گزشتہ زمانے کے تین ۳ مسافر آرام کی غرض سے ایک غار میں داخل ہوئے، تو اوپر سے پہاڑ کی ایک چٹان

---

(۱) "المعجم الصغير" بابُ من اسمه إبراهيم، الجزء ۱، صـ۹۳.

گرنے سے غار کا منہ بند ہو گیا، جب نکلنے کی کوئی صورت نظر نہ آئی، تب سب نے بارگاہِ الٰہی میں اپنی اپنی ایک خاص نیکی کا واسطہ پیش کیا، ان میں سے ایک نے والدَین کے ساتھ کی ہوئی نیکی و بھلائی کا واسطہ دیتے ہوئے جو کچھ کہا، تاجدارِ رسالت ﷺ نے اِسے یُوں بیان فرمایا: «اللَّهُمَّ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَكُنْتُ لاَ أَغْبِقُ قَبْلَهُمَا أَهْلاً وَلاَ مَالاً، فَنَأَى بِي فِي طَلَبِ شَيْءٍ يَوْماً فَلَمْ أُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتَّى نَامَا، فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا نَائِمَيْنِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَغْبِقَ قَبْلَهُمَا أَهْلًا أَوْ مَالًا، فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلَى يَدَيَّ أَنْتَظِرُ اسْتِيقَاظَهُمَا حَتَّى بَرَقَ الْفَجْرُ، فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوقَهُمَا»[1] "اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے، میں اپنے جانوروں کا دُودھ دوہ کر اُن سے پہلے اپنے اَہل وعِیال کو نہیں پلایا کرتا تھا، ایک دن کسی چیز کی تلاش میں رات دیر سے گھر واپس لَوٹا تو وہ دونوں سو چکے تھے، میں دودھ لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ سو رہے تھے، میں نے گوارا نہ کیا کہ والدَین سے پہلے بچوں کو سَیراب کروں، لہذا دودھ کا پیالہ ہاتھ پر رکھے اُن کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ فجر کا وقت ہو گیا، تَب اُن کی آنکھ کھلی اور انہوں نے دودھ پیا"، اس نیک کام کے وسیلہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے اِن مسافروں کو اس بَلا سے نَجات عطا فرمائی۔ تو معلوم ہوا کہ نیک وسعادتمند لوگ ہمیشہ والدَین کے حقوق کا خُوب خیال رکھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کی برکت سے دنیا وآخرت میں انہیں فیوض وبرکات سے خوب مالامال بھی فرماتا ہے۔

---

(۱) "صَحيح البخاري" كتابُ الإجارةِ، ر: ۲۲۷۲، صـ۳٦۲.

والدہ کی مہربانیاں وقربانیاں

حضراتِ گرامی قدر! انسان اپنے وجود میں سب سے زیادہ جن کا محتاج واِحسان مند ہے، وہ خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کے بعد والدَین کی ہستیاں ہیں؛ کیونکہ والدَین ہی اَولاد کے وُجود میں آنے کا ذریعہ ہیں، وہ خُود تکلیفیں برداشت کرکے اَولاد کو ہر طرح کا آرام وسُکون پہنچاتے ہیں، ان میں والدہ کا حق والد سے بھی زیادہ ہے؛ اس لیے کہ ماں کی قربانیاں، مہربانیاں اور عنایتیں بھی زیادہ ہیں، کہ اس نے ایّامِ حمل کا بوجھ، وقتِ ولادت کے درد وسختیاں اور پیدائش کی تکالیف ومشقتیں برداشت کیں، جس میں اُس کی اپنی زندگی بھی خطرے سے دوچار ہو جاتی ہے، پھر بچے کو دودھ پلایا اور پروَرش وبیماری کے باعث راتوں کو جاگنے کی جو تکلیفیں اُٹھائیں، ماں فدایانہ جذبے کے ساتھ اَولاد کے چین وسُکون کے لیے اپنی ہر خواہش وآرام قربان کرتی ہے، بچپن سے اس ننھے سے پودے کو پروان چڑھاتی ہے، اپنے لعل کی خوشی وسُکھ کے لیے ہر دُکھ سہہ کر بھی خوش رہتی ہے، الغرض بچے کی ابتداء سے لے کر عمرِ شعور تک کے طویل عرصہ کی تکالیف کو صبر وشکر اور ہنسی خوشی گزار دیتی ہے، یہ تمام تر تکلیفیں اور اَذیتیں تنہا اپنے بدن پر جھیلتی ہے، انہیں قربانیوں کے سبب اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ساری کائنات میں اپنے شکر کے ساتھ آدمی پر ماں باپ کا حق سب سے زیادہ رکھا ہے، اور ماں کی قربانیوں کو خاص طَور پر بیان فرمایا، خالقِ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلٰى وَهْنٍ

وَفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ إِلَيَّ الْمَصِيْرُ﴾[1] "ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے بھلائی کی تاکید فرمائی، اُس کی ماں نے اُسے کمزوری پر کمزوری جھیلتے ہوئے پیٹ میں رکھا، اور اس کا دودھ چھوٹنا دو ۲ برس میں ہے، کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا حق مانو! آخر تمہیں میری ہی طرف آنا ہے"۔

اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کے لیے فرائض وواجبات کی پابندی کرنی ہے، اور والدَین کی شکرگزاری کے لیے اُن کی خدمت اور ان کے لیے دعائے خیر ومغفرت کرنا ضروری ہے؛ کہ آج ہم جس مقام پر کھڑے ہیں، یہ ہمارے والدَین کی دعاؤں کی برکت ہے۔ انسان پر والدہ کا حق والد سے زیادہ ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کسی نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میرے نیک سُلوک اور اچھی رَفاقت کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ سرکارِ دوعالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: «أُمُّكَ» "تمہاری ماں" اُس نے دوبارہ یہی سوال دہرایا، فرمایا: «أُمُّكَ» "تمہاری ماں" اس کے تیسری بار اِسی سوال پر بھی یہی فرمایا: «أُمُّكَ» "تمہاری ماں" چوتھی بار اسی سوال پر فرمایا: «ثُمَّ أَبُوكَ» "پھر تمہارے والد"۔ تو معلوم ہوا کہ والدہ کا حق سب سے زیادہ ہے، اور اس کی ادائیگی حُسنِ سُلوک کی صورت میں ضروری ہے۔

فَرد ومُعاشرے پر والدَین کے ساتھ نیکی کے اَثرات

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! والدَین کی خدمت واِطاعت اور اِحسان وبھلائی کے سبب پورے مُعاشرے پر اچھے اثرات ونتائج مرتّب ہوتے ہیں، خود انسان کی اَولاد،

---

(۱) پ۲۱، لقمان: ۱٤.

رشتہ دار اور دیگر لوگ بھی اس سے سبق حاصل کرتے ہیں، اور جو جیسا کرتا ہے وَیسا ہی پاتا ہے، اگر کوئی اپنے والدَین سے نیکی و بھلائی سے پیش آتا ہے، تو عموماً اُس کی اَولاد بھی اُس کے ساتھ وَیسا ہی مُعاملہ کرتی ہے یا کرے گی، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلاَّ الْإِحْسَانُ﴾[1] "نیکی کا بدلہ نیکی ہی تو ہے"۔

والدَین کی نافرمانی کا اَنجام

برادرانِ اسلام! عصرِ حاضر کے مُعاشرے میں اَخلاق وعادات میں اَیسا بگاڑ پیدا ہو چکا ہے، اَیسی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں جن کی اِصلاح کی سخت ضرورت ہے، ان میں ایک بڑی خرابی والدَین کی نافرمانی اور ان کے ساتھ بدسُلوکی بھی ہے، ان کے ساتھ جیسا حُسنِ سلوک واچھا برتاؤ کرنا چاہیے تھا آج لوگ عموماً وَیسا نہیں کر رہے، بلکہ والدَین کی نافرمانی وحکم عدولی کا اِحساس تک بھی جاتا رہا، دِینِ اسلام نے جہاں والدَین کے حقوق کی ادائیگی پر اَجر وثواب کا وعدہ فرمایا ہے، وہیں اِن کی نافرمانی واِیذارَسانی سے بھی بچنے کا حکم دیا ہے، لہذا عملی طَور پر والدَین سے اچھا برتاؤ کرنا اور اِن پر خرچ کرنا ہر ایک پر لازم ہے، ہر اس قَول وفعل سے بچا جائے جو اِن کی تکلیف کا باعث ہو، والدَین کی حق تلفی اللہ ورسول کی ناراضگی کا بھی باعث ہے، اللہ کے حبیب ﷺ نے اس بارے میں واضح وبلیغ الفاظ میں ہماری رَہنمائی فرمادی، حضرت سیّدنا ابواُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: کسی نے پوچھا کہ بیٹے پر ماں باپ کا کیا حق ہے؟

---

(۱) پ۲۷، الرحمن: ٦٠.

آپ ﷺ نے فرمایا: «هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ»[1] "یہ دونوں تمہاری جنّت بھی ہیں اور تمہاری دوزخ بھی"، یعنی والدَین کے ساتھ بھلائی وحُسنِ سلوک سے جنّت میں داخلہ یقینی ہے، اور ان کے ساتھ بدسُلوکی اور بُرائی سے پیش آنے پر عذابِ الٰہی میں گرفتار ہونا ہے، لہٰذا اپنے کردار وگفتار یا حَرکات وسَکنات سے اِن کی دل آزاری سے ہمیشہ بچ کر انہیں خوش رکھنے کی کوشش کرنی ہے، اِسی میں دنیا وآخرت کی کامیابی وکامرانی ہے۔

دُور والے اپنے والدَین کے ساتھ حسنِ سُلوک کیسے کریں

محترم بھائیو! جو لوگ کسی دُوسرے شہر یا مُلک میں رہتے ہوں، اُنہیں چاہیے کہ فون وغیرہ کے ذریعہ والدین کا حال چال پوچھتے رہیں، ان کے اِخراجات وغیرہ کے لیے رقم بھی بھیجتے رہیں؛ کہ والدَین کے حقوق میں کوتاہی حرام ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفی کریم ﷺ نے فرمایا: «رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ» "اُس کی ناک مٹی میں ملے، وہ ذلیل ہو، وہ خوار ورُسوا ہوجائے!" صحابۂ کِرام نے عرض کی: یارسولَ اللہ! کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا، ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ»[2] "جو اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پائے، اور ان کی خدمت کرکے جنّت کا حقدار نہ ہوسکے"۔ تو معلوم ہوا کہ والدَین کا خدمتگار جنّت کا

---

(۱) "سنن ابنِ ماجه" كتابُ الْأَدب، بابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ، ر: ۳۶۶۲، صـ۶۲۰.

(۲) "صحيح مسلم" كتابُ الْبرّ والصِّلة، ر: ۶۵۱۰، صـ۱۱۱۹.

حقدار ہے، اور ان کی خدمت سے رُوگردانی کرنے والا جنّت سے محروم ہے۔

عزیز دوستو! حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، میں نے حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کونسا کام زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے؟ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: «اَلصَّلَاۃُ عَلٰی وَقْتِہَا» "نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا" میں نے عرض کی: پھر کونسا عمل زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: «ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ»(۱) "پھر والدین کے ساتھ اچھا سُلوک کرنا"۔

اے اللہ! ہمیں ہمیشہ اپنے والدین کے ساتھ حُسنِ سُلوک سے پیش آنے اور اُن کے حقوق ادا کرنے کی توفیق وہمت عطا فرما، اُن کی حق تلفی ونافرمانی سے بچتے رہنے کی توفیق مرحمت فرما، اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحابۂ کِرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، ہم پر اپنی نعمتوں کی فراوانی اور اِن میں دَوام عطا فرما، اِن کی حفاظت وشکر کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفیٰ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری دعاؤں سے وافر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا پسندیدہ بنا، اے اللہ! مُتّحدہ عرب اِمارات کے بانی شیخ زاید اور دیگر حکّام کی مغفرت اور اُن پر اپنی رَحمت فرما، شیخ خلیفہ اور دیگر حکّامِ اِمارات کی حفاظت فرما، اِن سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام

---

(۱) "صَحيح البخاري" كتابُ مَواقيت الصَّلاة، ر: ۵۲۷، صـ۹۰.

عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيننا محمّدٍ وّعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.